سُوۡرَۃُ المَآئدۃ کی تفسیر Lesson 10: Al-Maidah (Ayaat 105 - 120): Day 33

تفسیر دیکھیں گے؛

یَوۡمَ یَجۡمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوۡلُ مَاذَاۤ اُجِبۡتُمۡ ؕ قَالُوۡا لَا عِلۡمَ لَنَا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ ﴿۱۰۹﴾

(وہ دن یاد رکھنے کے لائق ہے) جس دن خدا پیغمبروں کو جمع کرے گا پھر ان سے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب ملا تھا وہ عرض کریں گے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں تو ہی غیب کی باتوں سے واقف ہے ﴿۱۰۹﴾

یعنی سب رسولوں سے پوچھا جائے گا کہ جب تم نے اللہ کا پیغام دیا تو لوگوں نے تمہیں کیا جواب دیا۔ اللہ کو سب معلوم ہے لیکن گواہی کے طور پر پوچھا جائے گا۔ حجّت تمام کرنے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں سے اپنی نعمتوں کے بارے میں سوال کرے گا۔ اسی طرح نبوت بھی ایک نعمت اور ذمّہ داری ہے جو انبیاء کرامؑ کو دی گئی تھی اس لئے اُن سے بھی سوال کیا جائے گا۔ لیکن اُس دِن کی دہشت کی وجہ سے وہ کہیں گے کہ یا اللہ مجھے معلوم ہی نہیں۔

ایک معنی یہ بھی کہ وہ لوگ جو نبیوںؑ کو خدا یا اتنا زیادہ درجہ دے دیتے ہیں کہ نبیؑ ہمیں بچا لے گا، اُن کے لئے بھی یہاں سبق ہے کہ نبیؑ تو خود اپنا حساب دے رہے ہونگے۔ تمام انبیاء کرامؑ سے سوال کیا جائے گا۔

ایک مطلب اس آیت کا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سوال کی غرض یہ ہے کہ تمہاری امتوں نے تمہارے بعد کیا کیا عمل کئے اور کیا کیا نئی باتیں نکالیں؟ تو وہ ان سے اپنی لاعلمی ظاہر کریں گے، یہ معنی بھی درست ہوسکتے ہیں کہ ہمیں کوئی ایسا علم نہیں جو اے اللہ تعالیٰ تیرے علم میں نہ ہو۔ یعنی نبیؑ کہیں

گے ہمیں علم ہی نہیں کہ ہمارے بعد انہوں نے کیا کچھ کیا۔ اس کی ایک دلیل اللہ کے نبیؐ کی یہ حدیث بھی ہے؛

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا: تم میں سے جس نے مجھے ملنا ہو تو مجھے حوضِ کوثر پر ملنا۔ میں وہاں تمہیں پانی پلاؤں گا کہ اُس کے بعد تمہیں پیاس نہیں لگے گی۔ لوگوں نے پوچھا آپ ہمیں کیسے پہچانیں گے تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارے وضو سے چمکتے چہروں کی وجہ سے؛ پھر کچھ لوگ میری طرف آئینگے۔ میں اُنہیں آبِ کوثر دینے لگوں گا تو فرشتے منع کر دینگے کہ اللہ کے نبیؐ آپ کو نہیں معلوم انہوں نے آپؐ کے بعد دین میں کیسے نئی نئی باتیں نکالیں تھیں۔ اور وہ ایسے لوگوں کو وہاں سے لے جائینگے۔

(اللہ کے نبیؐ کو غیب کا علم نہیں تھا)۔ اللہ کے نبیؐ کو ہمارا درُود شریف پیش کیا جاتا ہے۔ کیسے کہاں وغیرہ میں نہ پڑیں۔ غیب کی باتوں پر بحث نہ کریں اس سے عقیدے میں فرق پڑے گا۔

تیسری وجہ یہ کہ نبیؑ " قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا " کیوں کہہ دینگے۔ عزّت اور احترام کی وجہ سے۔ کہ یا اللہ ہمیں تو معلوم نہیں ہے آپ کو سب علم ہے۔ یعنی خوبصورت انداز اور اَدب کی وجہ سے کچھ نہ کہیں گے۔

مثال: اگر ہم بچے کو کچھ کہیں اور وہ آگے سے بڑھ بڑھ کر جواب دے تو ہمیں کیسا لگتا ہے؟ یا پھر اگر بچہ کہہ دے کہ امی جان آپ کو تو معلوم ہی ہے۔ اور یہ کہہ کر چپ ہو جائے۔ تو ہمیں وہ بچہ اچھا لگے گا۔

اور ایک وجہ یہ بھی ہو گی کہ نبیؑ اپنی قوم کے خلاف بھی حجت نہیں دینا چاہتے ہونگے۔ اُن کے دل میں اپنی قوم کے لئے خیر خواہی ہو گی۔ اپنی اُمّت سے محبت لیکن اُن کی غلطیوں اور کوتاہیوں پر بھی چُپ

رہینگے۔ کیا اُمّتیوں سے بھی کچھ پوچھا جائے گا؟ جی ہاں۔ سورۃ ملک میں آتا ہے؛

۔۔۔۔۔۔۔۔۔كُلَّمَآ اُلۡقِىَ فِيۡهَا فَوۡجٌ سَاَلَهُمۡ خَزَنَتُهَآ اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ نَذِيۡرٌ ﴿۸﴾

۔۔۔۔۔۔تو ان سے دوزخ کے داروغہ پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا(۸)

قَالُوۡا بَلٰى قَدۡ جَآءَنَا نَذِيۡرٌ ۙ فَكَذَّبۡنَا وَقُلۡنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنۡ شَىۡءٍ۔۔۔۔۔(9)

وہ کہیں گے ہاں بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا لیکن ہم نے جھٹلا دیا اور کہہ دیا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا۔۔۔۔۔(9)

ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ جب نوحؑ کی قوم سے پوچھا جائے گا کہ اپنے گواہ لاؤ کہ تم نے اپنا پیغام پہنچا دیا تھا۔ تو اُن کی قوم انکار کر دے گی کہ ہمیں تو اللہ کا پیغام ملا ہی نہیں۔ پھر اُمّت محمدیہ کو بلایا جائے گا۔ اور ہم گواہی دینگے کہ ہم نے اپنے قرآن میں پڑھا تھا۔ ہم اس بات پر گواہ ہیں کہ انہوں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ (اسی طرح اُمّت محمد سب نبیوںؑ کے لئے سچّی گواہی دیگی۔)

قیامت کے دِن ہر ایک کی پیشی ہو گی۔ آپ سوچیں جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں فلاں بچا لے گا۔ ہمارا فلاں ہماری سفارش کر دے گا۔ اپنا محاسبہ کریں۔ کیا ہم اپنے حساب کے لئے تیار ہیں؟

حدیث کا خلاصہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" روز قیامت ابن آدم کے پاؤں اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے پاس سے نہیں کھسک سکیں گے، جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے پوچھ گچھ نہ کرلی جائے گی،) ۱ (اس نے اپنی عمر کہاں فنا کی؟) ۲ (اپنی نوجوانی کہاں کھپائی؟) ۳ (مال کہاں سے اور کیسے کمایا؟ اور)۴ (کہاں خرچ کیا؟ اور) ۵ (اس نے اپنے علم کے مطابق کتنا عمل کیا؟"

ہر ایک اپنے آپ کو چیک کر لے۔ کیا ہماری تیاری مکمل ہے؟

آگے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں تفصیل ہے۔ کہ اُن سے بھی پوچھا جائے گا کہ آپ نے اپنی اُمّت سے کیا کہا تھا؟

اِذۡ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ اذۡكُرۡ نِعۡمَتِىۡ عَلَيۡكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ‌ۘ اِذۡ اَيَّدْتُّكَ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الۡمَهۡدِ وَكَهۡلًا‌ ۚ وَاِذۡ عَلَّمۡتُكَ الۡـكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَالتَّوۡرٰٮةَ وَالۡاِنۡجِيۡلَ‌ ۚ وَاِذۡ تَخۡلُقُ مِنَ الطِّيۡنِ كَهَيۡـئَةِ الطَّيۡرِ بِاِذۡنِىۡ فَتَنۡفُخُ فِيۡهَا فَتَكُوۡنُ طَيۡرًۢا بِاِذۡنِىۡ‌ وَتُبۡرِئُ الۡاَكۡمَهَ وَالۡاَبۡرَصَ بِاِذۡنِىۡ‌ ۚ وَاِذۡ تُخۡرِجُ الۡمَوۡتٰى بِاِذۡنِىۡ‌ ۚ وَاِذۡ كَفَفۡتُ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ عَنۡكَ اِذۡ جِئۡتَهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡهُمۡ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۱۱۰﴾

جب خدا (عیسیٰ سے) فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! میرے ان احسانوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کئے جب میں نے روح القدس (یعنی جبرئیل) سے تمہاری مدد کی تم جھولے میں اور جوان ہو کر (ایک ہی نسق پر) لوگوں سے گفتگو کرتے تھے اور جب میں نے تم کو کتاب اور دانائی اور تورات اور انجیل سکھائی اور جب تم میرے حکم سے مٹی کا جانور بنا کر اس میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتا تھا اور مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے ٹھیک کر کر دیتے تھے اور مردے کو میرے حکم سے (زندہ کر کے قبر سے) نکال کھڑا کرتے تھے اور جب میں نے بنی اسرائیل (کے ہاتھوں) کو تم سے روک دیا جب تم ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو جو ان میں سے کافر تھے کہنے لگے کہ یہ صریح جادو ہے ﴿۱۱۰﴾

یہاں فرمایا گیاہے" يٰعِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ "۔اوراس بات کی نفی کی گئی ہے کہ عیسیٰؑ اللہ کے بیٹے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ مریمؑ کے بیٹے تھے۔یعنی عیسیٰؑ پر نعمتیں اور اُن کی والدہ پر بھی احسانات تھے۔

بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ : جبرائیلؑ اُن کے ساتھ ہوتے تھے اور اِن کی مدد کرتے تھے۔

الۡمَهۡدِ :یعنی جب پہلی دفعہ آئے تھے۔ وَكَهۡلًا ۚ اور جب اب دوبارہ واپس آئیں گے۔

وَالتَّوۡرٰىةَ : عیسیٰؑ نے پہلے تورات کی کی تبلیغ دی تھی۔ وَالۡاِنۡجِيۡلَ : انجیل بعد میں ملی۔

عَلَّمۡتُكَ الۡـكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ :اور اِس دنیا میں واپس آکر القرآن کی تبلیغ کرینگے۔

پھر آگے معجزات کا ذِکر ہے کہ وہ سب اللہ کی طرف سے تھے۔ مریمؑ کو بھی چُن لیا گیا تھا۔بنی اسرائیل سے بھی عیسیٰؑ کو بچالیا گیا۔

عیسیٰؑ کے بارے میں واضح طور پر بتادیا گیا کہ وہ بن باپ کے بیٹے تھے۔ سورۃ آلِ عمران میں بھی ذِکر کیا گیا تھا تاکہ ہمیں سب کو بتا دیا جائے کہ وہ صرف اللہ کے نبیؑ تھے۔ یہاں بتایا جارہاہے کہ روزِ قیامت بھی وہ اپنے آپ کو اللہ کے نبیؑ کی حیثیت سے متعارف کروائیں گے۔ جب لوگ دُنیا میں رہتے ہوئے یہ بات نہیں مانتے تو قیامت کے دِن اُن کا کیا حال ہو گا؟

آپ تصّور میں یہ بات لائیں کہ ایک بہت بڑا میدان ہے۔ سارے عیسائی اور باقی سب قومیں بھی وہاں جمع ہیں۔

اَب اللہ تعالیٰ جب اُن سے سوال پوچھے گا تو عیسائی وہاں کیا جواب دیں گے؟ کون اُن کی سفارش کرے گا؟ یہ عیسائیوں کی رسوائی کا دِن ہو گا۔

آپ یہ بھی دیکھیں کہ اس سے نبیوں ؑ کی شان نہیں گھٹ رہی بلکہ اللہ کے بندے اور نبی ؑ ہونے میں شان بڑھ رہی ہے۔

آپ یہ سوچیں کہ یہی باتیں ہم میدانِ محشر میں دوبارہ سُنیں گے؛

وَ اِذۡ اَوۡحَیۡتُ اِلَی الۡحَوَارِیّٖنَ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِیۡ وَبِرَسُوۡلِیۡ ۚ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَاشۡهَدۡ بِاَنَّنَا مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾

اور جب میں نے حواریوں کی طرف حکم بھیجا کہ مجھ پر اور میرے پیغمبر پر ایمان لاؤ وہ کہنے لگے کہ (پروردگار) ہم ایمان لائے تو شاہد رہیو کہ ہم فرمانبردار ہیں ﴿۱۱۱﴾

اَوۡحَیۡتُ : واحد متکلم۔ یعنی اللہ نے وحی کی۔ سچائی کا یقین آجاتا ہے۔ کہ اللہ نے خود یہ بات فرمائی۔

وحی کے دو معنی ہیں۔ ایک اللہ نے نبوت عطا فرمائی۔ اور اپنا پیغام وحی کے ذریعے بھیجا۔ فرشتے کے ذریعے کلام بھیجا گیا۔

دوسرا معنی کہ چپکے سے بات کرنا۔ کوئی بات دِل میں ڈال دینا۔

الۡحَوَارِیّٖنَ : عیسیٰ ؑ کے ساتھیوں کا لقب۔ معنی سفید ہے۔ یعنی سفید دِل والے لوگ۔ ایسے دوست جو ظاہر اور باطن میں آپ کے ساتھ مخلص ہوں۔ انبیاء کے جان نثار اور مخلص ساتھی۔

(اللہ کے نبی ؐ کے ساتھیوں کا لقب صحابہ کرامؓ تھا)۔

یہاں وحی کے معنی یہ بھی ہیں کہ اللہ نے اُن کے دِل میں یہ بات ڈال دی (جب بنی اسرائیل عیسیٰؑ کے خلاف ہو گئے۔)۔ حواریوں نے عیسیٰؑ کا ساتھ دیا۔ مثال جیسے کہ جب کبھی ہمارے دِل میں نیکی کا کوئی خیال آجاتا ہے۔ وحی یعنی دِل کا خیال۔

یہاں بھی لفظ وحی ویسا ہی ہے جیسا الہام موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے اور شہد کی مکھی کے بارے میں ہے۔ انہوں نے الہام رب پر عمل کیا، یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ میں نے تیری زبانی ان تک اپنی وحی پہنچائی اور انہیں قبولیت کی توفیق دی، تو انہوں نے مان لیا اور کہہ دیا کہ ہم تو مسلمین یعنی تابع فرمان اور فرماں بردار ہیں۔

یہ ہے اللہ کی ذات کہ جب مخالفتیں ہوتی ہیں۔ تو اللہ انسان کا ساتھ دینے والے بھی بھیج دیتا ہے۔ اللہ دوسروں کے دِل میں ڈال دیتا ہے کہ جاؤ فلاں کا ساتھ دو۔ اُس کی مدد کرو۔ یہ اللہ کی خاص رحمت ہے۔

عیسیٰؑ کے حواری صرف دس یا بارہ تھے۔ اور یہ دیکھیں کہ حکومت ایک طرف۔ ساری قوم ایک طرف لیکن وہ مان گئے۔ وہ ساتھ دینے پر تیار ہو گئے۔ انہوں نے یہی کہا کہ ہم مسلم ہیں۔ اُس دور تک بھی عیسائیت کا نام نہیں آیا تھا۔

آپ یہ دیکھ لیں کہ اللہ کے نبیؐ کے دَور میں سب مسلمان تھے۔ اور اب کتنے فرقے بن گئے ہیں۔ کوئی وہابی ہے اور کوئی دیوبندی۔ کوئی بریلوی ہے اور کوئی سُنّی۔

جب لوگ اللہ کے دین سے دُور ہو جاتے ہیں تو زیادہ توجہ بحث پر دیتے ہیں اور عمل کم کرتے ہیں۔ اصل کام یہ ہے کہ اللہ کے دین کا علم حاصل کیا جائے اور اُس پر عمل کیا جائے۔ باتیں کرنا تو آسان ہے۔

پھر عیسیٰ ؑ کا ایک واقعہ یاد کروایا جارہا ہے؛

اِذۡ قَالَ الۡحَـوَارِيُّوۡنَ يٰعِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ هَلۡ يَسۡتَطِيۡعُ رَبُّكَ اَنۡ يُّنَزِّلَ عَلَيۡنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ‌ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۱۲﴾ (وہ قصہ بھی یاد کرو) جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تمہارا پروردگار ایسا کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے (طعام کا) خوان نازل کرے؟ انہوں نے کہا کہ اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا سے ڈرو ﴿۱۱۲﴾

ایک بات تو یہ دیکھیں کہ حواری یہاں عیسیٰ ؑ ابن مریم کہہ رہے ہیں۔ اُس دور میں وہ انہیں نبی ؑ ہی سمجھتے تھے۔

پھر وہ کہتے ہیں" هَلۡ يَسۡتَطِيۡعُ "کیا رَبّ ہمارے لئے یہ کر دے گا؟ بہت ہی خوبصورت انداز ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے کوئی کہہ رہا ہو کیا آپ میرے لئے یہ کر دینگے؟

مَآئِدَةً : م ی د۔ میدہ والا لفظ۔ کھانے کے لئے یا دستر خوان کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

" قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ "یعنی ایسے مطالبے نہ کرو۔ اللہ کو یہ پسند نہیں کہ اللہ سے مطالبے کیے جائیں۔ اللہ سے معجزے طلب نہیں کریں۔

کچھ لوگ بی بی فاطمہ کا معجزہ یا فلاں بی بی کا معجزہ سنتے یا مانگتے ہیں۔ اللہ ہم سے یہ نہیں چاہتا۔ اللہ ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم ایسے کام کریں کہ پھر اللہ کی مدد آجائے۔

آج کے دَور میں نبی تو نہیں ہیں لیکن کچھ لوگ اللہ کے ساتھ شرطیں لگاتے ہیں یا کوئی حساب کتاب کرتے ہیں۔ کہ اگر ایسا ہو جائے تو اللہ میں یہ کرونگی۔

اگر میں نیک کام کر رہی ہوں تو کسی کے منہ سے یہ کہلوا دے۔ ایسے نہ کریں۔ آپ بہک سکتے ہیں۔ شیطان آپ کو بہکا سکتا ہے۔

یا کوئی لوگ غلط کاموں کے لئے استخارے کرتے ہیں پھر کہتے ہیں ہم نے تو استخارہ کر لیا تھا۔

اللہ سے معجزے نہ مانگیں۔ اللہ کے سامنے مطالبے نہ رکھیں۔ اپنے اعمال بہتر کریں اور خلوص سے دعائیں مانگیں۔

جب کوئی قوم معجزہ مانگ لے اور پھر اللہ کا حکم نہ مانے تو اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ اسی لئے عیسیٰؑ نے اُن کو ڈرا دیا۔

اللہ کے نبیؐ سے بھی لوگ معجزے مانگتے تو وہ بھی منع کر دیتے۔ پھر وہ اپنی وجوحات دیتے ہیں؛

قَالُوۡا نُرِيۡدُ اَنۡ نَّاۡكُلَ مِنۡهَا وَتَطۡمَـئِنَّ قُلُوۡبُنَا وَنَعۡلَمَ اَنۡ قَدۡ صَدَقۡتَـنَا وَنَكُوۡنَ عَلَيۡهَا مِنَ الشّٰهِدِيۡنَ ﴿۱۱۳﴾ وہ بولے کہ ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل تسلی پائیں اور ہم جان لیں کہ تم نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم اس (خوان کے نزول) پر گواہ رہیں ﴿۱۱۳﴾

یعنی ہمیں بھوک لگی ہے اور ہمیں پتا چل جائے گا کہ آپ سچے نبی ہیں۔ ہم پھر اس بات کے گواہ بن جائیں گے تو پھر علم الیقین حاصل ہو جائے گا۔ پھر دوسرے لوگوں سے بھی کہیں گے کہ عیسیٰؑ اللہ کے سچے نبی ہیں۔

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

(تب) عیسیٰ بن مریم نے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے خوان نازل فرما کہ ہمارے لیے (وہ دن) عید قرار پائے یعنی ہمارے اگلوں اور پچھلوں (سب) کے لیے اور وہ تیری طرف سے نشانی ہو اور ہمیں رزق دے تو بہتر رزق دینے والا ہے ﴿۱۱۴﴾

بہت خوبصورت انداز ہے۔ قرآنی دعائیں زیادہ تر ربنا سے شروع ہوتی ہیں۔ اور سُنّت والی مسنون دعائیں زیادہ تر اللھم سے شروع ہوتی ہیں۔ عیسیٰؑ نے بہت ادب سے اپنی دعا کی ہے۔ "م" پر تشدید ہے۔ یا حرفِ ندا کو شروع سے گرا دیا گیا ہے۔ یہاں اس لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ دِل کی گہرائی سے دعا کی گئی ہے۔

مائدہ کہتے ہیں اس دستر خوان کو جس پر کھانا رکھا ہوا ہو، بعض لوگوں کا بیان ہے کہ انہوں نے بوجہ فقر وفاقہ، تنگی اور حاجت کے یہ سوال کیا تھا، جناب مسیح علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ "اللہ پر بھروسہ رکھو اور رزق کی تلاش کرو، ایسے انوکھے سوالات نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ فتنہ ہو جائے اور تمہارے ایمان ڈگمگا جائیں"۔

انہوں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول علیہ السلام ہم تو کھانے پینے سے تنگ ہو رہے ہیں محتاج ہو گئے ہیں اس سے ہمارے دل مطمئن ہو جائیں گے کیونکہ ہم اپنی آنکھوں سے اپنی روزیاں آسمان سے اترتی خود دیکھ لیں گے، اسی طرح آپ علیہ السلام پر جو ایمان ہے وہ بھی بڑھ جائے گا، آپ علیہ السلام کی رسالت کو یوں تو ہم مانتے ہی ہیں لیکن یہ دیکھ کر ہمارا یقین اور بڑھ جائے گا اور اس پر خود ہم گواہ بن جائیں گے، اللہ کی قدرت اور آپ علیہ السلام کے معجزہ کی یہ ایک روشن دلیل ہو گی جس کی شہادت ہم خود دیں گے اور یہ آپ علیہ السلام کی نبوت کی واضح دلیل ہو گی۔

ع ی د کا لفظ ہے کہ پلٹ پلٹ کر آنا۔ عید کیونکہ کے بار بار دِن بدل کر آتی ہے۔ کوئی نعمت ملے تو خوشی کا اظہار کریں۔

لیکن لوگوں نے اِس بات سے یہ دلیل نکال لی کہ جشنِ ولادت منانا جائز ہے۔ لوگوں نے یہ دلیل دی کہ اللہ کے نبیؐ ہمارے لئے نعمت ہیں اس لئے ہم خوشی مناتے ہیں۔ بے دیکھے سوچے سمجھے دین میں اضافے نہ کریں۔ جو دین اللہ کے نبیؐ ہمیں دے گئے ہیں وہی مکمل ہے۔ اپنی طرف سے زائد عید نہیں مناسکتے۔ جو کام اللہ کے نبیؐ اور اُن کے صحابہ کرامؓ نے نہیں کیے ہم بھی نہیں کرینگے۔

انہوں نے پکوان یا خوان دیکھ کر نبیؑ کو ماننے کی شرط لگائی تھی۔ حالانکہ آسمان سے اولے اور بارش بھی برستے ہیں۔ زمین سے فصلیں اُگتی ہیں۔ اللہ کے معجزے ہم کائنات میں دیکھ سکتے ہیں۔ ہر چیز اللہ کے اختیار میں ہے۔

قَالَ اللّٰهُ اِنِّيۡ مُنَزِّلُهَا عَلَيۡكُمۡ‌ۚ فَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بَعۡدُ مِنۡكُمۡ فَاِنِّىۡۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۱۵﴾ خدا نے فرمایا میں تم پر ضرور خوان نازل فرماؤں گا لیکن جو اس کے بعد تم میں سے کفر کرے گا اسے ایسا عذاب دوں گا کہ اہل عالم میں کسی کو ایسا عذاب نہ دوں گا﴿۱۱۵﴾

کیا وہ خوان نازل ہؤا یا نہیں؟ ہمارا اِس بات سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔ مفسرین کی دو رائے ہیں۔

پہلی رائے؛ خوان نازل ہؤا تھا لیکن لوگوں نے پھر نافرمانی کی اور اُن کو سزا ملی۔ اُن کو اللہ نے خنزیر بنا دیا تھا۔ اُن کی شکلیں مسخ ہو گئیں۔

دوسری رائے کہ کھانا اُترا ہی نہیں۔ عیسیٰؑ نے جب اتنی بڑی بات سُنی تو ڈر گئے۔ پھر عیسیٰؑ نے اللہ سے درخواست کی آپ نہ اُتاریں۔

ہمیں یہ بات یاد رکھنی ہے کہ صرف معجزے دیکھ کر لوگ دین کی طرف نہیں آتے۔ بظاہر آپ کوششیں کر لیں۔ صرف شو دیکھ کر لوگ دین کے طرف نہیں آئیں گے۔ اللہ کا دین صحیح لوگوں تک پہنچا دیں۔ جو لوگ شعور سے دین کی طرف آتے ہیں۔ وہی حقیقت میں مخلص لوگ ہوتے ہیں۔

عمل کی بات۔ اللہ سے ایسے مطالبے نہ کریں۔ ثمود نے معجزے کا مطالبہ کیا تھا پھر پہاڑ سے اونٹنی نکل آئی لیکن وہ قوم تقاضے پورے نہ کر سکی۔ اُن پر عذاب آ گیا تھا۔

دل کی گہرائی سے اللہ کی طرف آئیں۔ اپنا محاسبہ کریں۔